مولانا عبدالقیوم حقانی

اِنسانِ عظیم موت کے دروازے پر

قُرب وصالِ یار، بے چینی اور شدید انتظار

سفرِ آخرت سے چند روز قبل کے ایام اور آخری ساعات کی گفتگو
ارشادات، کیفیات، مشاہدات اور دلگداز و ایمان آفرین واقعات

کسی ایسی ہستی کی خصوصیات و کمالات، علمی و روحانی کیفیات، تعلق مع اللہ، قرب و معرفت اور سلوک الی اللہ کے حالات، بالخصوص آخری ایام و ساعات تحریر کی تنگدامنیوں میں سمونا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اجتبائی معاملہ ہو، جسے کو علوم و معارف، قرب و عنایت، اہلِ اسلام کی محبوبیت، علماء کی سیادت اور دینی قوتوں کی قیادت اور مدارجِ عالیہ سے نوازا گیا ہو نہ صرف دشوار بلکہ قریب قریب میرے جیسے کم علم اور بے بضاعت کے لیے ناممکن ہے کیونکہ روحانی کمالات، علوم و معارف کی اشاعت اور دینی و قومی اور ملّی خدمات، قرب و معرفت کے بلند ترین حالات، باطنی کیفیات اور عبد و معبود کے درمیان راز و نیاز اور عشق و محبت کے نازک ترین معاملات کا صحیح علم خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں ہوتا۔ اپنے اساتذہ اور اکابر اہلِ علم سے بارہا یہ سُنا ہے کہ اہل اللہ کی زندگی کے آخری لمحات بڑے قیمتی اور قرب و معرفت اور سلوک و وصال کے اعتبار سے قابلِ رشک اور اہم ہوتے ہیں۔ قائدِ شریعت حضرت شیخ الحدیثؒ کی علمی و مطالعاتی، تبلیغی اور قومی و ملّی اور سیاسی اور مسلسل جہادی مساعی کے فانوس میں عشق و محبت، فکرِ آخرت، حقوق کی رعایت، اہلِ اسلام کی غمخواری اور جہادِ افغانستان کی کامیابی اور ملّت کے اتحاد کے جذبات کا ایک ایسا شعلہ تھا جو کسی بھی اہلِ علم، حضرتؒ سے ادنیٰ تعلق رکھنے والے سے مخفی نہیں، خلوص و محبت اور عشق و للّٰہیت کے اس جوہر کا اندازہ آپ کے سفرِ آخرت سے چند روز قبل کے ایّام میں ہونے لگا اور آخری ایّام و ساعات کی گفتگو، ارشادات اور معاملات میں اس کے شرارے سب کو نظر آنے لگے۔ کشتگانِ عشقِ الٰہی، محبّانِ ذاتِ رسالت پناہی اور واصلانِ بارگاہِ الٰہی کی آخری ساعات کی روئیداد اہلِ علم محفوظ اور شائع کرتے چلے آئے ہیں۔ ہم بھی ذیل میں اپنے اکابر اور ائمہ اُمت کی اِتباع میں قائدِ شریعت حضرت شیخ الحدیثؒ کے آخری ایّام کے بعض حالات، حکایات، کیفیات اور بعض واقعات حضرتؒ کے قریبی رشتہ داروں، خُدّام اور ہسپتال میں خدمت کے لیے ساتھ رہنے والے احباب کی روایات سے پیشِ خدمت کر رہے ہیں۔ (ع ق ح)

عیادت کے لیے آنے والوں کو ملاقات کئے بغیر رخصت نہ کرنا

قائدِ شریعت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی طبیعت میں اپنے اکابر اور مشائخ کی طرح صحیح النسبت مشائخ اور نائبینِ رسول کی سُنّت کے مطابق اہلِ تعلق، خدام، اضیاف اور عامۃ المسلمین کے ساتھ ایسی محبت اور شفقت ودیعت ہوئی تھی جو بعض اوقات اپنے ایک استاذ کے الفاظ کے مطابق حاضرین و متعلقین کو ماں کی شفقت کی یاد تازہ کر دیتی تھی۔ وفات سے قبل کی ساعات میں بھی تیمار داری کے لیے آنے والے آپ کی عنایتوں سے محروم نہیں جاتے تھے اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق حصہ پا لیتے تھے۔ ان ایّام میں بھی حضرتؒ کی شفقت اور غمخواریٔ خلق کے جذبات دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا تھا کہ "اولٰئِکَ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ" (یہ وہ حضرات ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا) —— چنانچہ وفات سے تین روز قبل حضرتؒ کے خصوصی خادم جناب عبدالرب خان کے مطابق ان سے تاکید فرماتے ہوئے حضرت شیخ الحدیثؒ نے ارشاد

فرمایا کہ جو مہمان یہاں ہسپتال میں عیادت کے لیے تشریف لاتے ہیں اور ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو انہیں میری ملاقات کئے بغیر رخصت نہ کرنا، اس لیے کہ یہ لوگ بڑی محبت سے میرے پاس آتے ہیں اگر میں ان سے ملاقات نہ کروں تو خدا نہ کرے کہ یہ لوگ میرے لیے بد دعا کریں یا ان کے دل کو تکلیف ہو تو یہ آخرت کا خسارہ ہے جب کوئی مہمان آئیں تو اخراجات اور ان کی تواضع میں بُخل نہ کرنا، اللہ تعالیٰ دیتا رہے گا۔

ہم محبت کرنے والے لوگ ہیں نفرت والے نہیں

جناب عبدالرب خان صاحب راوی ہیں کہ اسی روز جب طبیعت بہت ناساز ہوئی تو حضرت شیخ الحدیثؒ بار بار اوپر نظر اٹھا کر دیکھتے تھے، جذب و کیف کا عجیب عالم تھا، اور خود اپنے ساتھ باتیں کرنے لگتے تھے اور جب ہم نے حضرتؒ کے ارشادات کان لگا کر سنے تو آپ ارشاد فرما رہے تھے۔

"ہم بہت کمزور، غریب اور خاکسار لوگ ہیں اور یہ لوگ جو ہمارے ساتھ تھوڑی بہت محبت کرتے ہیں یہ دین کی ادنیٰ خدمت کی برکت ہے کہ خداتعالیٰ نے ہم پر رحم فرمایا اور ہمیں توفیق بخشی کہ اسی کی توفیق سے اکوڑہ میں مدرسہ کی بنیاد رکھی اور ہم بہت بے ضرر اور کمزور لوگ ہیں اور آپ کے پاؤں کی خاک ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں کہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، ایک دوسرے کے ہاتھ چومتے ہیں، ہم محبت کرنے والے لوگ ہیں نفرت والے نہیں"

جہاد اور شہیدوں سے تعلق

جناب عبدالرب خان نے کہا کہ حضرت اقدسؒ کی یہ باتیں سنکر میرا خیال ہوا کہ شاید یہ بیماری اور علالت کی وجہ سے حضرتؒ کو رد و بدل خیالات آتے ہیں، اس لیے میں نے آپ کے خیالات بدلنے کے لیے عرض کیا حضرت! کیا ہوا؟ تو ارشاد فرمایا۔ نہیں نہیں! ہم شہیدوں کی زمین پر کھڑے ہیں، یہ شہیدوں کی زمین ہے، یہ شہیدوں کی زمین ہے یہاں پر سید احمد شہیدؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے رفقاء نے لڑائیاں لڑی ہیں، جہاد کیا ہے"۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے پھر حضرتؒ کی خدمت میں عرض کیا حضرت! بیماری کی وجہ سے آپ کے ذہن میں غلط غلط خیالات آتے ہیں، آپ سو جائیں اور آرام فرمائیں، یہ ہسپتال ہے شہیدوں نہیں، آپ نے کسی قسم کی زیادتی کسی شخص سے بھی نہیں کی ہے۔ تو جواباً ارشاد فرمایا "میں بوڑھا شخص ہوں کسی سے کیا زیادتی کرسکتا ہوں"۔ پھر چادر کاندھے پر رکھی اور فرمایا تانگہ لے آؤ تاکہ گھر چلا جاؤں۔ میں نے عرض کیا حضرت! اگر اجازت ہو تو ایک بات عرض کر دوں؟ ارشاد فرمایا: "تم زیادہ باتیں نہ کرو، ذکر کرو، استغفار زیادہ پڑھو" یہاں شہیدوں کے میدان میں جو لوگ جمع ہیں یہ ہماری آنکھوں کا نور ہیں اور ہم ان کے پاؤں کی خاک، ان لوگوں نے دارالعلوم کے کام میں بڑی دوڑ دھوپ کی ہے، ان لوگوں کے ہم پر بہت زیادہ احسانات ہیں"۔

حلقہ انتخاب کے مسلمانوں کا شکریہ

اس موقع پر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "تحصیل نوشہرہ کے لوگوں کا بہت بہت شکریہ ادا کر دیں، یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے ہمیں ووٹ نہیں دیئے تھے بلکہ شریعت کو دیئے تھے"۔

جہادِ افغانستان اور افغان مجاہدین کے لیے دُعا

اسی روز ارشاد فرمایا میں اپنے متعلقین اور تلامذہ سے کہتا ہوں کہ جہاد کے لیے تیاری کرلیں ہم نے جو کام شروع کیا تھا اسے وہ جاری رکھیں، افغان مجاہدین کو باری تعالیٰ فتح دے، خداتعالیٰ دشمن کے مقابلہ میں ان کے تنکوں کو تلواریں بنا دے ان کے پاؤں کی گرد کو خداتعالیٰ دشمن کے لیے ایٹم بم بنا دے۔

خُدّام کی تربیت اور تادیب و سرزنش

پھر اسی روز چار بجے صاحبزادہ مولانا انوار الحق صاحب اور جناب حفظ الرحمٰن صاحب تشریف لائے، اس وقت حضرتؒ چارپائی پر تشریف فرما تھے ہم نے عرض کیا حضرت! آپ سو کر آرام فرمائیں۔ فرمایا میں بیٹھے ہوئے اچھا ہوں۔ ہم نے عرض کیا حضرت! آپ کے لیے بیٹھنے کے بجائے سو کر آرام کرنا بہتر رہے گا، ارشاد فرمایا "حکم کی تعمیل کرو جو بات کہوں وہی مانو"۔

دورانِ سر اور بینائی کی شکایت

اس سے ایک روز قبل حضرت اقدسؒ بڑے پریشان تھے اور بار بار آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور کسی سے بھی بات کرنے یا بات کا جواب دینے پر آمادہ نہیں تھے اسی دوران آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب تشریف لائے میں نے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا کہ حضرتؒ صبح سے پریشان ہیں اور آج آپ کا اور مولانا انوار الحق صاحب کا بار بار پوچھ رہے ہیں۔

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ حضرتؒ کے قریب ہوئے اور چارپائی کی پائنتی پر بیٹھ گئے اور حضرت سے گفتگو شروع کر دی۔ کیا آج آپ کی طبیعت ناساز ہے کوئی پریشانی ہے یا بیماری کی وجہ ہے؟ حضرت اقدسؒ نے فرمایا صبح سے سر چکرا رہا ہے دورانِ سر کی تکلیف ہے، نظر پر بھی بوجھ پڑ رہا ہے، کچھ نظر نہیں آتا کبھی تھوڑی سی روشنی آجاتی ہے اور کبھی وہ بھی غائب ہو جاتی ہے، ڈاکٹر سے بات کرنی چاہیئے کہ میری آنکھیں ملاحظہ کرلی جائیں۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے عرض کیا ڈاکٹر کہتے ہیں کہ عمر کا تقاضا ہے، نظریں کھلیں گی لیکن آہستہ آہستہ! مولانا سمیع الحق نے آپ کے ہاتھوں سے عینک لے لی اور شفیق فاروقی کو دے دی کہ اس کو صاف کر دیں، انہوں نے صفائی کر کے حضرتؒ کی خدمت میں پیش کر دی۔

عورتوں کو تنبیہ و نصیحت

اسی روز حضرتؒ کے ہسپتال کے کمرہ میں کوئی تین چار عورتیں آئیں جو حضرتؒ کی بیماری کا سنکر عیادت کرنے آئی تھیں، اور پھر دعاؤں اور تعویذات کا مطالبہ بھی کیا۔ تو حضرتؒ نے ارشاد فرمایا! دیکھو تم سے ایک بات کہتا ہوں مگر اسے میری نسبت سے کسی پر ظاہر نہ کرنا! تاکہ کوئی ناراض نہ ہو جائے، پھر تاکید کی اور فرمایا عورتوں کو کسی طریقہ سے سمجھا دینا چاہیئے کہ ان کا ہسپتال میں میری عیادت کیلئے آنا درست

نہیں یہاں تو زیادہ تر مرد ہی مرد ہیں، بہت بُری بات ہے کہ عورتیں آتی ہیں پھر میں بیمار بھی ہوں اب تعویذات کا اصرار کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

سلیقہ مندی اور ملائمت کی تاکید

اسی روز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ڈاکٹروں، نرسوں اور آنے والے ملاقاتیوں سے جب بھی ملو اور کوئی بات کرنا چاہو تو بہت سلیقہ مندی کے ساتھ، نرمی اور عاجزی کے ساتھ تاکہ کسی کی ناراضگی نہ ہو۔

اسی روز جب حضرتؒ کے صاحبزادے مولانا انوار الحق صاحب تشریف لائے تو حضرتؒ نے اُن سے فرمایا کہ ڈاکٹروں سے رخصت لے لو اور ان سے کہدو کہ وہ ہم سے ناراض نہ ہوں کہ انہوں نے ہماری بہت خدمت کی ہے۔ اس وقت حضرت الشیخؒ کا دل یہ چاہتا تھا کہ اب وہ گھر چلے جائیں۔

افغان مجاہدین سے مالی امداد

جناب ڈاکٹر سید داؤد صاحب جو حضرت شیخ الحدیثؒ کے داماد بھی ہیں، راوی ہیں کہ ستمبر کی چوتھی تاریخ تھی، میں حاضرِ خدمت تھا کچھ دوسرے حضرات بھی موجود تھے، حضرتؒ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم یہاں میرے ساتھ موجود رہو باقی حضرات کو کچھ دیر کے لیے رخصت کر دو۔ جب لوگ چلے گئے تو حضرتؒ نے مجھے وصیت فرمائی کہ دارالعلوم کے ناظم صاحب سے کہہ دیں کہ میرے ترکہ سے افغان مجاہدین کے لیے ایک لاکھ روپیہ دے دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بانی دارالعلوم کی حیثیت سے میں اپنا ترکہ بھی دارالعلوم کے نام کیے دیتا ہوں۔

جو ہونا تھا سو ہو گیا ہے

جناب ڈاکٹر داؤد صاحب راوی ہیں کہ جب ۴ ستمبر کو حضرتؒ پہ بیماری کا شدت سے حملہ ہوا تو آپ کو وی آئی پی روم سے منتقل کرکے انتہائی نگہداشت کے کمرہ میں لایا گیا، اس موقعہ پر جب ایک مرتبہ میں نے دریافت کیا کہ حضرت! طبیعت کیسی ہے؟ تو ارشاد فرمایا "جو ہونا تھا سو ہو گیا ہے فکر کی ضرورت نہیں، بس دعا کرتے رہیئے"۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نجات اور شفاعت کا وسیلہ ہیں

صاحبزادہ حامد الحق حقانی اور مولوی عبد الرحمن کا بیان ہے کہ ۴ ستمبر کی رات تھی، کوئی ڈھائی بجے کا وقت تھا اور ہم دونوں حضرت اقدسؒ کی چارپائی کے ساتھ کھڑے تھے، حضرتؒ پر استغراق اور جذب و کیف کی حالت طاری تھی اور ارشاد فرما رہے تھے۔—— "کوئی مانے یا نہ مانے جس طرح بعض لوگ وسیلے سے انکار کا اختلاف رکھتے ہیں کم از کم میں تو اُن لوگوں میں نہیں، میں تو کہتا ہوں کہ ہماری شفاعت کا وسیلہ سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر کتاب الحج کی ایک حدیث پڑھی اور فرمایا کہ جس طرح بندوں اور خدا کے درمیان معافی کا ایک ذریعہ حجرِ اسود ہے کہ اس کے بوسہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اسی طرح مسلمانوں کی نجات اور مغفرت کا ایک ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"—— دونوں کی روایت یہ ہے کہ اُس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرتؒ کی داڑھی کو کسی نے کنگھی دے رکھی ہے، چہرہ اقدس نور کی طرح چمک رہا تھا، منظر بڑا نورانی تھا، پردہ کی جانب رُخ تھا، کمرہ کی لائٹ بند تھی باہر سے ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی اور چہرۂ انور کی تابانی دل موہ رہی تھی، پھر حضرتؒ نے ہمیں مخاطب کرکے ارشاد فرمایا:۔

"مہمانوں کا خیال رکھو یہ بڑے معزز مہمان ہیں"۔

پھر جب چار بج گئے تو حضرتؒ نے نمازِ تہجد بھی ادا فرمائی۔

غلبۂ حیاء

جناب ڈاکٹر داؤد صاحب راوی ہیں کہ ۵ ستمبر کو حضرتؒ کی طبیعت جب بہت خراب ہو گئی تھی تو اس وقت ارشاد فرمایا کہ برتن چاہیئے کہ چھوٹے پیشاب کا تقاضا ہے، میں نے جب برتن آگے کیا تو حضرتؒ غلبۂ حیاء کی وجہ سے اس برتن میں پیشاب کرنے پر آمادہ نہ ہوئے، میں نے اصرار کیا کہ حضرت! میں تو خود ڈاکٹر ہوں مجھ سے حیاء اور حجاب کیسا؟ مگر حضرتؒ کسی بھی صورت نہ مانے اور میرے اصرار کے باوجود لیٹ گئے اور پیشاب نہ کر سکے۔

اتباعِ سنت کا اہتمام

جناب ڈاکٹر داؤد صاحب راوی ہیں کہ ۵ ستمبر کو انتہائی نگہداشت کے کمرہ میں میں حضرتؒ کے ساتھ تھا تو حضرتؒ بار بار چارپائی پہ بیٹھ جاتے اور ساتھ رکھی ہوئی پگڑی کو بڑے اہتمام سے اپنے سر پر باندھنا شروع کر دیتے۔ اسی دوران جب ایک مرتبہ غلبۂ حال اور استغراق کی کیفیت طاری ہوئی تو ارشاد فرمایا: "ہمارا عصا لے آؤ ہم تو سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے پیشِ نظر جا رہے ہیں، صرف پانچ منٹ ہی تو لگیں گے، سُنّت کی اتباع بہت ضروری ہے"۔

تلامذہ اور خدام و متوسلین کیلئے بشارت

جناب حفظ الرحمن صاحب جو حضرتؒ کے داماد بھی ہیں، نے روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ "خدا گواہ ہے کہ اس بات میں کوئی مبالغہ یا خلافِ واقعہ بات نہیں ہے کہ ایک مرتبہ تقریباً دو بجے رات کے حضرتِ اقدسؒ اُٹھے اور چارپائی پر بیٹھ گئے، میں نے عرض کیا حضرتؒ! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں (میری غرض یہ تھی کہ شاید کسی خدمت یا قضائے حاجت کی ضرورت ہو) تو ارشاد فرمایا نہیں بچے! ایسا نہیں بلکہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور وہ سب آپ حضرات کے لیے کھلے ہوئے ہوں گے"۔

یہ روایت بار بار پڑھتے چلے جائیے اور حضرت اقدسؒ سے جن حضرات کو بھی تعلق و خدمت، تلمذ و استفادہ، نسبت و مناسبت، آپ کے مشن و پیغام سے محبت جتنی بھی زیادہ ہو گی وہ اتنا زیادہ اس بشارت میں اپنا استحقاق پائیں گے۔

- ۵ ستمبر:۔ جناب اظہار الحق صاحب کو وصیت فرمائی کہ چاروں بھائی اتفاق سے رہیں اور دین کی اشاعت کے لیے کام کرتے رہیں۔
- ۵ ستمبر:۔ وفاقی وزیر جناب مولانا وصی مظہر ندوی صاحب مولانا انوار الحق صاحب کی رفاقت میں جب حضرت اقدسؒ کی خدمت میں عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو حضرتؒ نے ان سے ہاتھ ملایا، تعارف پہ پہچان لیا، اُن کی زحمت فرمائی اور تکلیف کا شکریہ ادا کیا۔ مولانا وصی مظہر ندوی نے فرمایا حضرت! آپ کا وجود پورے عالم اسلام، پاکستان، بالخصوص صوبہ سرحد کے لیے منتنمات سے ہے، آپ نے دینِ اسلام کی بڑی خدمت کی ہے، خدا تعالیٰ صحت و عافیت عطا فرمائے —— حضرتؒ نے فرمایا یہ آپکا

حُسنِ ظن ہے میں تو کسی کام کا نہیں، میں تو معیدی کے اس قول ؎

تسمع بالمعیدی خیراً من ان تراہ
وستعرف قلمہ ان فتح فاہ

کے مصداق ہوں ـــ مولانا ندوی نے فرمایا حضرت نہیں آپ تو اس شعر کے مصداق ہیں ؎ ...... جس کا معنیٰ یہ تھا کہ آپ کے کارنامے اور خدماتِ جلیلہ اس سے کئی گنا بڑھ کر ہیں جتنے مشہور ہو چکے ہیں۔

مولانا انوار الحق مدظلہٗ کا بیان ہے کہ مولانا وصی مظہر ندوی چونکہ وزیر اور سرکاری عہدے و منصب کے اعتبار سے جس اکرام و اعزاز کے مستحق تھے حضرت شیخ الحدیثؒ نے مجھے اس وقت شدت سے تنبیہ فرمائی کہ ان کے لیے کرسی لے آؤ، بار بار اصرار فرمایا تو میں نے مولانا وصی مظہر ندوی سے کہہ دیا کہ آپ حضرتؒ سے کہدیں کہ میں کرسی پر بیٹھا ہوں، چونکہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو حضرت شیخؒ کو قرار آیا۔

مولانا سمیع الحق کی سفرِ حج سے واپسی پر حضرت شیخ الحدیثؒ کی مسرت

مولانا سمیع الحقؒ اپنے بچوں کے ساتھ حج کے سفر سے واپسی پر سیدھے ہسپتال آئے، حضرت پر مولانا اور بچوں سے مل کر خوشی کی عجیب کیفیت طاری تھی، اور فرمایا کہ اس وقت تو مٹھائی ہوتی تو تقسیم کر لی جاتی خوشی کا موقع ہے۔ حضرت یہ فرما ہی رہے تھے کہ اچانک دروازہ کھلا اور حضرتؒ کے داماد مولانا اشرف علی قریشی اپنے بچوں سمیت کمرے میں داخل ہوئے اور ساتھ مٹھائی کے ڈبے اٹھائے ہوئے تھے، حضرت بیحد خوش ہوئے اور فرمایا دیکھا اللہ تعالیٰ نے ہماری سُن لی، اور مٹھائی سب پر تقسیم فرما دی۔ مولانا اشرف علی قریشی فرماتے ہیں کہ حضرت الشیخؒ مولانا سمیع الحق سے بے حد خوش تھے اور مجھے بارہا فرمایا کہ سمیع الحق کی وجہ سے میری عزت میں اضافہ ہوا، اس نے میری عزت بڑھا دی ہے۔

امالیٔ ترمذی کے مسودات کی فکر

حضرت قدس سرہٗ سے مولانا سمیع الحق کی آخری ملاقات وفات سے ایک دن قبل ہوئی، وہ نہایت نگہداشت کے وارڈ میں تھے، مولانا سمیع الحق عصر کے وقت ان کے پاس حاضر تھے کہ حضرتؒ لیٹے لیٹے اپنے پہلو میں بستر پر کچھ ٹٹولنے لگے تو مولانا سمیع الحق نے کہا حضرت کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟ فرمایا ترمذی شریف کے امالی (جس میں ان کے شیخ حضرت مدنیؒ کی آراء بھی شامل ہوتے تھے اور حضرتؒ کو ان کی حفاظت کا زندگی بھر بڑا اہتمام رہتا تھا) کے اوراق اور مسودات بکھر رہے ہیں کہیں ورق اِدھر اُدھر نہ گر جائیں، انہیں تلاش کر کے اکٹھے کر لو اور رومال میں جمع کر کے باندھ لو، مولانا سمیع الحق نے کہا بہت اچھا! آپ آرام فرمائیں میں دیکھتا ہوں، اور پھر کہا کہ حضرت سارے مسودے موجود ہیں کوئی ورق نہیں گرا میں نے باندھ دیئے ہیں۔ مولانا سمیع الحق فرماتے ہیں کہ میں نے پھر اُن کی نیم غنودگی کے عالم میں اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، مصافحہ کر کے اجازت لینی چاہی اور جاتے وقت چند لمحے قدموں میں کھڑے ہو کر حضرتؒ پر نگاہ ڈالی حضرتؒ اس حالت میں بھی عمامہ زیب تن کیے تھے اور چہرہ پر عجیب انوار اور طمانیت محسوس ہو رہی تھی جسے سنت میں گویا مصحف کریم کے صفحہ سے تعبیر کیا گیا۔ مولانا سمیع الحق فرماتے ہیں کہ کیا معلوم تھا کہ سراپا انوار چہرہ اقدس پر یہ میری نگاہ آخری ہے، مجھ سے حضرتؒ کی آخری بات احادیث کے امالی اور مسودات کی حفاظت کی ہوئی جو اپنے لیے ایک عظیم سعادت بھی اور ایک بہت بڑی عظیم ذمہ داری اور امانت بھی سمجھتا ہوں ـــ حالت یہ تھی جو شاعر متنبی نے بیان کی ہے کہ ؎

وجلی الوداع من الحبیب محاسنا
حسن العزاء وقد جلین قبیح

ایمان نصیب ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے

حضرت اقدسؒ کے داماد جناب افسر بہادر خان بیان کرتے ہیں کہ حضرتؒ کی وفات سے ایک روز قبل ۶ ستمبر کو تقریباً چار بجے شام احقر حاضرِ خدمت ہوا تو اس وقت حضرتؒ CCU میں تھے وہاں پر موجود اقارب اور خدام نے بتایا کہ حضرتؒ کی طبیعت زیادہ خراب ہے اور غشی طاری ہے تو میں CCU گیا اور حضرت الشیخؒ کی خدمت میں عرض کیا حضرت مزاج کیسا ہے؟ میرے جواب میں حضرتؒ نے اونچی آواز سے تین بار مکمل کلمۂ شہادت پڑھا، پھر ایمانِ مجمل اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآئِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ اور ایمانِ مفصل اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ پڑھا، اس کے بعد ایک حدیث پڑھی۔ اس کے بعد CCU میں ایک ڈاکٹر صاحب آئے اور حضرتؒ سے صحت دریافت کی تو حضرت اقدسؒ نے جواب میں جسمانی اور مادی صحت یا حالت بتانے کے بجائے روحانی عافیت کا تذکرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا:۔

"سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایمان نصیب ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے"۔

جناب افسر بہادر خان نے اس موقع پر حضرت شیخ الحدیثؒ سے یہ وصیت بھی سُنی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ "میرے شاگردوں سے کہہ دو کہ دین کی اشاعت کریں اور میں نے جو کچھ بنایا ہے دیکھو وہ خراب نہ ہونے پائے اور میرے پسماندگان کو خدا تعالیٰ ہر آفت اور ہر مصیبت سے مامون رکھے"۔

جب عشاء ہوئی تو حضرت شیخ الحدیث نے نماز کا کہا، احقر نے تیمم کرایا اور آپ نے تیمم کر کے نماز پڑھی۔

فیصلہ ہو چکا تھا

جناب صاحبزادہ صاحب آف شیدو کا بیان ہے کہ ۶ ستمبر پونے چھ بجے شام حضرت اقدسؒ کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوا، بغیر میری کسی پیشگی گفتگو یا کسی تعارف کے مجھے از خود صورت سے پہچان لیا اور میرا نام لے کر مجھے ارشاد فرمایا "بچے! تم تو سویرے بھی آئے تھے میں نے تمہاری ساری باتیں سُن لی تھیں مگر میرا فیصلہ ہو چکا تھا اس لیے میں تم سے بات نہ کر سکا"۔

میں نے عرض کیا: "خدا تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائیں گے خیر ہو جائے گی خدا تعالیٰ ہمارے لیے آپ کا سایۂ رحمت قائم رکھے"۔

بینائی درست ہو چکی ہے اور ہر چیز صاف نظر آتی ہے

اسی روز آنکھوں کی بینائی تیز ہو چکی تھی اس کی تصدیق جناب شفیق الدین فاروقی کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے، اُن کا بیان ہے کہ :-

ساڑھے نو بجے دن جب میں نے حضرت اقدسؒ کو دو کپ چائے پلائی اور تیسری بار پیالہ بھرا اور پیش خدمت کیا تو حضرت شیخؒ نے پیالے کو ہاتھ میں پکڑا، میں نے ابھی پیالہ اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا کہ حضرتؒ نے میرے ہاتھ کے انگوٹھے کو پکڑ لیا اور ارشاد فرمایا یہ موٹی سی چیز کیا ہے؟ میں نے عرض کیا حضرت! میری انگلی ہے، پھر مسکرا دیئے اور ارشاد فرمایا: "خدا کا شکر ہے کہ میری نظریں اچھی ہو گئی ہیں، ہر چیز صاف نظر آتی ہے۔"

علاوہ ازیں جناب مولانا انوار الحق، صاحبزادہ حامد الحق، عبد الرحمٰن، جناب عبد الرب خان اور دیگر کئی ایک اقارب و خدام کا بیان ہے کہ وفات سے دو روز قبل حضرتؒ کی بینائی تیز ہو گئی تھی، اس سے قبل جب بھی کوئی تیمار داری کرتا تو آپ دیگر امراض و عوارض کے ساتھ بینائی کی کمزوری کا بھی ضرور ذکر فرماتے، مگر ان دنوں بینائی کی کمزوری کا بیان کرنا چھوڑ دیا۔ اور آپؒ کے عام حالات، مشاہدات اور استفسار و ارشادات سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ دور کی چیزیں بھی آپ کو صاف نظر آتی ہیں، دوائی کی چھوٹی چھوٹی بوتلیں بھی پہچان لیتے تھے۔

حکم تو خدا تعالیٰ کا ہے

جناب پروفیسر محمود الحق صاحب، مولانا عصمت شاہ کاکاخیل اور صاحبزادہ راشد الحق راوی ہیں کہ ۶ ستمبر کی شام تقریباً سات بجے کے قریب وقت تھا، حضرت پر غلبۂ حال اور استغراق کی کیفیت قدرے کم ہو چکی تھی جبکہ اس سے قبل اکثر اوقات تقریباً یہی کیفیت طاری رہی تینوں حضرات کا بیان ہے کہ جب حضرتؒ کو افاقہ ہوا تو ہمیں ارشاد فرمایا۔

"ناراض نہ ہونا تمہاری ساری باتیں میں نے سنی ہیں مگر مجھے بات کرنے کا حکم نہیں تھا، میں نے دو خواب دیکھے ہیں، ایک تو بڑا خطرناک ہے وہ تمہیں بتاؤں گا دوسرا خواب یہ دیکھا ہے کہ سارے اقارب، رشتہ دار اور احباب موجود ہیں کہ میں مر جاتا ہوں...... میں تمہاری باتیں سن رہا تھا مگر تمہارے ساتھ بات اس لیے نہ کر سکا کہ جب حکم ہوا ہے تو باتیں کس لیے کروں۔"

مولانا عصمت شاہ صاحب نے عرض کیا حضرت! اس حکم اور فیصلہ میں اپیل کی بھی گنجائش ہے کہ نہیں؟ حضرتؒ مسکرائے اور ارشاد فرمایا اپیل کی گنجائش تو ہوگی مگر حکم تو خدا تعالیٰ کا ہے۔

غلبۂ حال اور استغراق کی کیفیت میں بھی بارگاہ ربوبیت میں استغاثہ و مناجات

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی روایت ہے کہ غلبۂ حال و استغراق جسے ڈاکٹر بیہوشی کہتے تھے، کی حالت میں بھی حضرت اقدسؒ کے ہونٹ برابر متحرک رہتے تھے، میں نے سمجھا شاید کوئی بات کہنا چاہتے ہیں یا کوئی ضرورت ہے یا کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں مگر جب حضرتؒ کے ہونٹوں کے قریب کان لگا کر سنا تو زبان پر ذکر و استغفار کے یہ کلمات طیبات جاری تھے: یا حیُّ

یا قیُّومُ برحمتك استغيث

زندگی بھر یہی وظیفہ رہا، وظائف اور معمولات کے دوران بھی یہ ورد بڑے اہتمام سے کرتے تھے، تو بظاہر مادی یا جسمانی اعتبار سے ڈاکٹروں کے بقول بیہوشی اور ازخود رفتگی کے باوجود بھی روحانی اور عبودیت کے اعتبار سے اپنے رب غفور رحیم کی بارگاہ سے تعلق خاطر کے لحاظ سے ازخود رفتہ نہیں ہوتے تھے۔

پھر آنے کی تکلیف نہ کرنا

صاحبزادہ حامد الحق کا بیان ہے کہ حضرتؒ کے انتقال کے روز ۷ ستمبر کو دس بجے سے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تک حضرتؒ کی خدمت میں رہا حضرتؒ کو تکلیف تھی مگر اس کے باوجود بھی خاندان کے افراد اور دار العلوم کے اساتذہ و طلبہ کی خیریت دریافت فرمائی اور دعائے صحت کے لیے فرمایا۔۔۔ جب ساڑھے گیارہ بج گئے تو میں نے اجازت چاہی، حضرتؒ نے اجازت مرحمت فرمائی اور مصافحہ کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا، ہاتھ ملاتے ہوئے ارشاد فرمایا: "تجھے اب پھر آنے کی تکلیف نہ کرنا، بس ہو گیا۔"

جنازہ آرہا ہے صفیں درست کرلو

جناب افسر بہادر خان راوی ہیں کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کی چھوٹی صاحبزادی حاضر ہوئیں، یہ کوئی گیارہ بجے کا وقت تھا، حضرت الشیخؒ نے ان سے فرمایا بیٹی! تم گھر چلی جاؤ میں بھی پیچھے چلا آرہا ہوں، جنازہ آرہا ہے تم صفیں درست کرالو۔

جناب افسر بہادر، پروفیسر محمود الحق، الحاج ممتاز خان اور ڈاکٹر سید داؤد صاحب راوی ہیں کہ ۷ ستمبر کو بارہ بجے دن تک حضرت شیخ الحدیثؒ کو اطمینان اور سکون رہا، بارہ بجے بدن مبارک پر لرزہ طاری ہو گیا، ڈاکٹروں کے معائنہ کے بعد ڈرپ اتار دی گئی مگر لرزہ میں کوئی فرق نہ آیا، اس دوران قے بھی ہوئی، بدن مبارک پسینہ سے شرابور ہو رہا تھا، وقت گزرتا گیا اور لرزہ بڑھتا گیا۔ ایک بجے کے بعد جب بخار ٹیسٹ کیا گیا تو ۱۰۲ درجے تک پہنچ گیا تھا۔ ڈاکٹر حضرات اپنی تگ و دو، ادویات کی تجویز اور بخار کو کم کرنے کی مساعی میں لگے رہے ڈیڑھ بجے پھر بخار ٹیسٹ کیا گیا تو ۱۰۳ درجے تک پہنچ گیا تھا۔ ڈیڑھ بجے سے وقت آگے بڑھ رہا تھا حضرت الشیخؒ کے ہونٹ مبارک متحرک تھے، کلمۂ شہادت کا ورد جاری تھا کہ ایک بجکر چالیس منٹ پر روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر کے اپنے ہمیشہ کے مستقر میں پہنچ گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔